

تھے، مگر اب جگر میں بھی
 کچھ باقی نہیں رہا۔ خون
 کی جتنی دولت تھی، وہ
 سب ہم نے صرف کر ڈالی۔
 شعر میں قابلِ غور
 نکتہ یہ ہے کہ خونِ جگر مینا
 کسی کے لیے بھی باعثِ
 راحت نہیں ہو سکتا، لیکن
 مرزا اس کے عادی ہو
 گئے تھے اور اسی میں لطف
 لیتے تھے۔ اب انتہائی
 دکھ کی یہ چیز بھی، جس
 سے عادی ہونے کے
 باعث لطف آنے لگا
 تھا، ختم ہو گئی۔

۲۔ لغات - مگر : شاید۔

تشریح : میرے بال و پر میں اب طاقت و قوت بالکل باقی نہیں
 رہی۔ گویا یہ ممکن نہیں کہ میں خود اڑ کر اپنے آشیانے یا محبوب تک پہنچ سکوں
 البتہ یہ ممکن ہے کہ اب یہیں پڑے پڑے فرسودگی سے گرد و غبار بن جاؤں
 اور ہوا اسے اڑا کر منزلِ مقصود پر پہنچا دے۔

۳۔ لغات - شمائل : شمشیدہ کی جمع، سرشت، طبیعت،

خصلت، عادت۔

تشریح : یہ کون سے بہشت جیسے شمائل و سرشت کے محبوب کی۔

یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے
 کہ غیر جلوۂ گل رہنمائی میں خاک نہیں
 بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا
 اثرِ مرے نفسِ بے اثر میں خاک نہیں
 خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں میکش
 شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں
 ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ
 سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں
 ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسد
 کھلا کہ فائدہ عرض بہز میں خاک نہیں